حبیب الرحمٰن یزدانی

اسلامی تاریخ کا نازک ترین دور

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

"اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جو اپنی حالت کو خود بدلنے کی کوشش نہیں کرتی"

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ موجودہ حالات اسلام کی تاریخ کا نازک ترین دور ہیں۔ بین الاقوامی لحاظ سے بھی مسلمان مظلوم اور مقہور ہیں۔ اور مسلم مملکتوں میں بھی اسلام کو صحیح بالادستی حاصل نہیں ہے۔ ملک پاکستان کی حالت بھی انتہائی المناک ہے مشرقی اور مغربی سرحدات پر بھارت باہم حلیف بن کر اپنی درجنوں ڈویژن فوج کے ساتھ بھوکے بھیڑیوں اور گدھوں کی طرح پاک سرزمین پر یلغار کے منتظر ہیں اندرون ملک کافی عرصہ سے نظریہ پاکستان کے ساتھ غداری اور منافقت کی پالیسی اختیار کی ہوئی ہے۔ عوام جہالت کے سبب اسلام کی دشمن قوتوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ جبکہ علماء کرام مجموعی طور پر الاماشاءاللہ اپنی عظیم عملی علمی قوت کو دشمنان اسلام کے بجائے ایک دوسرے کے خلاف بھرپور انداز میں استعمال کر رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں عوام اسلام کے قریب آنے کی بجائے مزید دور ہوتے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن وحدیث کے صریح قوانین کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ دینی مدارس کو کلاشنکوفوں اور بموں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ قرآن پاک کا سینہ چیر کر اسے بم سے اڑانے کی ناپاک جسارت کی جا رہی ہے۔ علماء کو چن چن کر ایسی بے دردی سے شہید کیا جا رہا ہے کہ شاید اتنی کسی اور پر شدت اختیار نہ کی جاتی ہو۔ لیکن ان شرمناک حرکات کے باوجود بھی ہم اہل علم نے اسلامی حکمت عملی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ ان کے خلاف قدم نہیں اٹھایا۔ کیا یہ سب ہماری اپنی غفلتوں اور کمزوریوں اور نااتفاقی کا نتیجہ نہیں؟ حالانکہ قرآن نے ہمیں متنبہ کیا ہے:

"اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرة او مرتین ثم لا یتوبون ولا ھم یذکرون"

کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہر سال ایک یا دو مرتبہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں پھر بھی اس پر نہ وہ توبہ کرتے ہیں اور نہ غور و فکر کرتے ہیں۔

اس بات پر تمام اہل علم حضرات کا اتفاق ہے کہ ان حالات میں مسلمانوں کی نجات کا واحد راستہ باہمی اتحاد ہے۔ لیکن بد قسمتی سے عملاً مجموعی طور پر مسلمانوں کی حالت اتفقوا علی الا یتفقوا کا مصداق ہے۔ اس لیے وراثت نبوت کے امین اور ملی قیادت کے علمبردار بھائیو! آئیے ایک دوسرے پر تنقید کی بجائے اپنا محاسبہ خود کرکے سوچیں کہ جب قرآن و سنت کی پکار اور وقت کا تقاضہ ہے کہ!

"واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا"

تو پھر ہم عملاً اتفاق کا مظاہرہ کیوں نہیں کرتے اسلام کے دشمن تمہاری جان و مال کے دشمن تمہارے ایمان کے دشمن تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹانے کی خاطر باہمی شدید اختلافات کے باوجود ایک ملت بن کر ہر وقت مصروف عمل ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:-

"والذین کفروا بعضھم اولیاء بعض الا تفعلوہ تکن فتنة فی الارض وفساد کبیر"

اسلام کے دشمن ملت واحدہ کی حیثیت سے ایک دوسرے کے ہمدرد حمایتی اور خیر خواہ ہیں اسی طرح اگر تم نے ان کے مقابلہ میں اسلامی اخوت اور باہمی اتفاق و اتحاد کا مظاہرہ نہ کیا تو پورے عالم میں لاقانونیت کا دور دورہ ہوگا۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے زمانہ تک اتنا شدید اختلاف تھا؟ جس طرح آج دینی جماعتیں ٹکڑے ٹکڑے ہیں کیا ہمارے اسلاف باہمی متحد نہیں تھے؟ کیا ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اتفاق و اتحاد کا سبق نہیں دیا؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے

تو پھر خدا تعالیٰ کے لیے دنیا و آخرت میں تباہی سے بچنے کی خاطر ان حالات میں ملک و ملت کے تحفظ کے لیے اسلام کی سربلندی کے لیے نفاذ اسلام کے لیے ہمیں باہمی انتشار کی بجائے اپنے دلوں میں وسعت و محبت پیدا کر کے باہمی اتحاد و اعتدال کی اخلاص طلب صراط مستقیم پر چلنا چاہیے۔ اور بنیان مرصوص بن کر اپنی علمی عملی قوت کو اشتراکیت لادینیت اور پرویزیت جیسے مہلک فتنوں کے خلاف استعمال کرنا چاہیے۔ تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب اور اس کی نصرت کے مستحق بن سکیں۔ اگر خدانخواستہ ہم نے وقت کے تقاضوں سے قرآن سنت کی پکار پر لبیک کہنے کی بجائے اعراض کا راستہ اختیار کیا تو پھر ہمیں اس روش کے انجام سے ضرور دوچار ہونا پڑے گا۔

بلکہ ہماری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں جیساکہ قرآن میں ہے :۔

"وان تتولو یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم"

اگر تم منہ موڑوگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کتاب و سنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔